رجسٹرڈ نمبر آصفیہ (۱۸۰)

شرح چندہ
سالانہ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ے
شش ماہی ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ہے

قیمت پرانا پرچہ (۴ر)

"ہفتہ وار"
مملکت

ایڈیٹر: میر حسن الدین

رجسٹرڈ نمبر آصفیہ (۱۸۰)

شرح چندہ
سالانہ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ے
شش ماہی ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ہے

قیمت فی پرچہ (۲ر)

جلد (۹)	۳۰ آذر ۱۳۵۹ ف	۷ محرم ۱۳۶۹ھ روز یکشنبہ	۳۰ اکتوبر ۱۹۴۹ء	نمبر (۲۹)

کانگریس نئے روپ میں

غیر مذہبی جمہوریت کو خطرہ

کانگریس کی مجلس عاملہ نے آر۔ایس۔ایس کے لئے اپنے دروازے کھول دئے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ خود سنگھ کانگریس میں شرکت کے لئے کوئی تحریک نہیں کی تھی بلکہ بہار کانگریس کمیٹی نے اس مسئلہ پر استفسار کیا تھا۔ کانگریس کے صدر اور معتمد عمومی نے اس فیصلہ کی اصطلاحی نوعیت سے متعلق توجیہ کی ہے۔ مسٹر کالاوینکٹ راؤ نے کہا کہ "آر۔ایس۔ایس کوئی سیاسی یا فرقہ واری جماعت نہیں ہے جیسا کہ ہندو مہاسبھا، مسلم لیگ یا کمیونسٹ پارٹی ہے۔ اس اعتبار سے آر۔ایس۔ایس کا رکن کانگریس کا رکن بن سکتا ہے۔ کانگریس کے معتمد عمومی نے یہ بھی کہا کہ اس مسئلہ کی نسبت کانگریس کے نقطۂ نظر کی وضاحت چاہی گئی تھی اور کانگریس نے اس کی وضاحت کردی ہے۔

یہ بالکل واضح ہے کہ آر۔ایس۔ایس میں کوئی خاص تبدیلی نہیں ہوئی جیسا بتایا ہی ہے ایک کٹر فرقہ واری جماعت ہے جو راز داری اور تشدد پر کاربند ہی ہے اور جو ایک غیر مذہبی مملکت کے لئے ایک خطرہ ہے۔ اس جماعت کے لیڈروں نے کبھی ندامت یا تاسف کا اظہار نہیں کیا۔ آر۔ایس۔ایس پر سے جب پابندی اٹھالی گئی تو اس کے صدر نے اس ادارہ کے حق بجانب ہونے کا اعلان کیا۔ ایک جماعت جو خلاف قانون قرار دی گئی تھی اور جس پر پابندی اٹھنے کے بعد نگرانی کی جارہی تھی اچانک ایک ایسے تہذیبی ادارے میں مبدل ہوگئی جس کے ارکان کانگریس میں شریک ہونے کا پورا حق رکھتے ہیں۔

مسٹر کالاوینکٹ راؤ سے یہ دریافت کیا گیا تھا کہ اگر آر۔ایس۔ایس کے پروگرام میں اور کانگریس کے پروگرام میں تصادم ہو تو کیا ہوگا۔ اس کا جواب بالکل اصطلاحی تھا۔ مسٹر کالاوینکٹ راؤ نے کہا کہ جب کوئی شخص کانگریس میں شریک ہوتا ہے تو وہ کانگریس کے ڈسپلن کا پابند ہوجاتا ہے اور اگر اس ڈسپلن کی پابندی نہ کرے تو اس کو علحدہ ہوجانا پڑتا ہے۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اگر سنگھ کے ارکان کانگریس میں شریک ہوں تو وہ کانگریس کے اندر کوئی علحدہ گروپ بنا نہیں سکتے۔ ان دونوں دلائل سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ خود کانگریس کا پروگرام آر۔ایس۔ایس کی جانب مائل نہ ہوگا۔ یہ ایک مشہور واقعہ ہے کہ مہاتما گاندھی کے قتل سے پہلے آر۔ایس۔ایس کا نقطۂ نظر کانگریسی حلقوں میں بہت مقبول تھا۔ کانگریسی حلقوں میں بہت مقبول تھا۔ کانگریس کی صفوں میں سنگھ سے کافی ہمدردی ہے۔ کانگریس میں آر۔ایس۔ایس کی شرکت کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ کانگریس کے نقطۂ نظر میں ایک نیا رجحان پیدا ہوجائے گا۔ اس پس منظر میں ڈسپلن کا سوال ہی بے محل ہے اور آر۔ایس۔ایس کو کانگریس کے اندر ایک علحدہ گروپ بنانے کی ضرورت بھی نہ ہوگی۔

یہ خیال کہ سنگھ ایک غیر سیاسی تہذیبی ادارہ ہے حالیہ تجربہ کی روشنی میں کوئی اہمیت نہیں رکھتا۔ سنگھ کے صدر نے جیل سے رہائی کے بعد جو بیانات دئے ہیں وہ صاف طور پر سیاسی ہیں۔ سنگھ کا یہ ادعا ہے کہ اس کو اقتداری یا جماعتی سیاسیات سے کوئی تعلق نہیں لیکن سیاسی اور معاشی مسائل پر جیسے لسانی بنیاد پر صوبوں کی تقسیم، ملک کا دستور، زمینداری کی برخاستگی وغیرہ پر سنگھ کے لیڈروں نے صاف و صریح الفاظ میں اظہار خیال کیا ہے۔ لیکن تہذیبی مسائل کے متعلق ان لیڈروں کے خیالات بہت مبہم ہیں زیادہ تر جذبات کا اعادہ ہیں۔ خود سنگھ کے رجحانات آمریت کا پتہ دیتے ہیں لیکن اس کے لیڈر کمیونسٹوں کی آمریت کے خلاف ہیں۔ کانگریس میں سنگھ کے ارکان کی شرکت قدامت پسند ہندو طبقوں کا استحکام ہوگا۔

جب سے کانگریس نے اقتدار پر قبضہ جمایا ہے اس کی اندرونی زندگی تشفی بخش نہیں رہی۔ کانگریس کی صفوں میں اقتدار کے لئے افسوسناک کشمکش جاری رہی ہے اور نہایت بدنما طریقہ پر اس کے مظاہرے بھی ہوتے ہیں۔ چنانچہ اس ہڑبونگ کی وجہ سے اس کی اخلاقی بنیادوں کو بڑا دھکا پہنچا ہے۔ اور اس کا نتیجہ ہے کہ ہر جگہ

(باقی بر صفحہ ...)

ہفتہ وار
مملکت
۳۰ آذر ۱۳۵۹ ف

شذرات

قائدین توجہ فرمائیں

حیدرآباد کے پبلک اداروں مثلاً اسٹیٹ کانگریس، سوشلسٹ پارٹی، کسان سبھا وغیرہ کو غذائی مسائل سے اتنی دلچسپی نہیں ہے جس کی بجا طور پر ان سے توقع کی جاسکتی تھی۔ زیادہ غلہ اگانے کی مہم بھی حکومت کی کوششوں کے باوجود کامیابی کی اُس منزل تک نہیں پہنچ سکی جو وقت کی اہم ترین ضرورت قرار دی جاسکتی ہے۔ اس کی وجہ صرف یہی ہے کہ یہ تحریک بھی عوامی لیڈروں کی دلچسپیوں کا مرکز نہ بن سکی۔

فراہمی غذا سے متعلق عوامی اداروں کے دیرینہ مطالبہ کی تکمیل میں حکومت وقت نے بمبئی کے لیوی سسٹم کو رواج دیا مگر اخبارات میں اس سسٹم کے خلاف مضامین کا ایک طومار نظر آرہا ہے۔ تلنگانہ کا مطالبہ ہے کہ وہاں بمبئی سسٹم کے بجائے مدراس سسٹم رائج کیا جائے۔ مرہٹواڑی اور کرناٹک کے علاقوں میں ابھی سسٹم کے خلاف کوئی نمایاں شور و پکار نہیں ہو رہا ہے لیکن بعض ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ اس کو ناکام کرنے کے لئے قانونی اور غیر قانونی حیلے ڈھونڈے جارہے ہیں۔ جن علاقوں میں راشن بندی نافذ ہے وہاں غلہ کی تقسیم کے انتظامات بڑی حد تک تشفی بخش ہیں لیکن غیر راشن شدہ علاقوں میں چور بازاری زوروں پر ہے جس کی وجہ سے غریبوں کے لئے زندگی دوبھر ہوگئی ہے۔

ان حالات میں ہم حیدرآباد کے عوامی اداروں سے عرض کریں گے اگر وہ غذائی مسائل کی جانب توجہ نہ کریں تو شاید ملک کو شدید قسم کی پریشانی سے دوچار ہونا پڑےگا۔ اگر عوامی اداروں کا ہر رکن غذائی مسائل کی اہمیت کا قائل ہے تو کیا یہ ممکن نہیں کہ یہ ادارے — مثلاً اسٹیٹ کانگریس، سوشلسٹ پارٹی، کسان سبھا، مزدوروں کی انجمنیں وغیرہ — اپنی ایک غذائی سب کمیٹی خاص اس غرض کے لئے تشکیل دیں کہ وہ غلہ کی کاشت کو بڑھانے، غلہ فراہم کرنے اور اس کی منصفانہ تقسیم کی کوششوں کو کامیاب بنانے کے لئے اپنے آپ کو وقف کردے؟

ملک میں نوجوانوں کے بھی ایک سے زیادہ ادارے قائم ہیں۔ اگر یہ ادارے بھی غذائی مسائل کو اولیت کا درجہ دیں تو ملک کی بڑی خدمت ہوگی۔ واقعہ ہے کہ ریاست حیدرآباد گیہوں اور چاول کی حد تک انڈین یونین کے دیگر علاقوں کا محتاج رہا ہے۔ اگر ہم انڈین یونین کو مطمئن نہ کرسکیں کہ ہم نے غلہ اگانے، غلہ فراہم کرنے اور اس کی مناسب تقسیم کرنے کے لئے مقدور بھر کوشش کرلی ہے اور اس کے باوجود ہم اپنی ضروریات کی تکمیل کرنے سے قاصر ہیں اس وقت تک ہم انڈین یونین سے غلہ مانگنے میں حق بجانب نہ ہوں گے۔ مختصر یہ کہ عوامی تعاون ان مسائل کے حل کی ضروری شرط ہے۔

حیدرآباد کا مالیہ

اخبارات کا بیان ہے کہ یکم اپریل ۱۹۵۰ء سے حیدرآباد کا مالیہ انڈین یونین کے مالیہ سے کچھ اس طرح مربوط ہو جائے گا کہ حیدرآباد کو کروڑ گیری، ریلوے، تار، پوسٹ، محصول نمک، کرنسی، دارالضرب، انکم ٹیکس اور آبکاری کی آمدنی سے دست بردار ہونا پڑے گا۔ بہ الفاظ دیگر حیدرآباد کی تقریباً نصف آمدنی گھٹ جائے گی۔

اگر یہ قیاس صحیح ہے تو حکومت وقت کو نیز ان عوامی جماعتوں کو جو آئندہ حکمراں قرار پائیں گی اچھی طرح غور کر لینا چاہئے کہ اس گھٹی ہوئی آمدنی سے وہ کس طرح نظم ونسق چلا سکیں گے۔ یہ صحیح ہے کہ جوں جوں دن گزرتے جائیں گے اخراجات نظم ونسق میں کمی کرنے کی کوشش کی جائے گی اور بہت سارے عمال کو تخفیف کی زد میں لایا جائے گا لیکن سوال یہ ہے کہ کیا اس عمل سے وہ کمی پوری ہوسکے گی جس کا اندیشہ ہے۔

ممکن ہے کہ مرکزی حکومت ہماری ریاست کو اگر وہ اپنی موجودہ صورت میں قائم رہے کچھ مالی امداد بھی عطا کرے لیکن پھر بھی ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ ضروری اخراجات کیسے پورے ہوسکیں گے۔ یہ ہم مان لیتے ہیں کہ فوج کے اخراجات بھی کم کئے جائیں گے یا یہ بھی ممکن ہے کہ حکومت ہند حیدرآباد کی فوج کو اپنی فوج کا جزو قرار دے کر اس کے اخراجات کی ذمہ داری خود سنبھالے لیکن پھر بھی تعلیمات، صحت عامہ، فراہمی آب کی تعمیر، سرکاری عمارات وشوارع کی تعمیر، کاشتکاروں اور مزدوروں کی فلاح و ترقی کی اسکیمیں، صنعت و حرفت کی ترویج، زیادہ غلہ اگاؤ کی مہم، غلہ کی فراہمی اور تقسیم کے انتظامات، امداد باہمی اور علاج حیوانات کی اسکیمیں یہ سارے ایسے مدات ہیں جو کافی روپیہ چاہتے ہیں۔ اگر صرف جاگیری علاقوں کے نظم ونسق کو بہتر بنانے کی اہم امداد کی جائے تو اس کام پر بہ سہولت [illegible] کروڑ روپیے صرف ہوجائیں گے۔

بہرحال یہ مسئلہ حیدرآباد کے عوامی اداروں بالخصوص اسٹیٹ کانگریس کے غور و فکر کا محتاج ہے۔ ہمیں تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ حیدرآباد کی تقسیم ہی اس مسئلہ کا واحد حل ہے۔ نہ ریاست قائم رہے اور نہ روپیہ کی قلت محسوس ہو۔

انگریزی پڑھتے ہیں سنسکرت بولتے ہیں

یو۔ پی کے پارلیمنٹری سکریٹری مسٹر گووند سہائے نے بلند شہر کانگریس کمیٹی کے ایک جلسہ میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ آج ملک میں بڑا مہین سنسکرتی کا نعرہ بلند کیا جارہا ہے۔ گو ان نعرہ لگانے والوں کا وجود ملک میں پچیس سال سے پایا جاتا ہے لیکن جس وقت ملک کو غلامی سے نجات دلانے کی لڑائی لڑی جارہی تھی نہیں معلوم یہ لوگ کہاں چھپے ہوئے تھے۔ ۱۵ اگست ۱۹۴۷ء کو ہند آزاد ہوا اور اس ناگ نے اپنی کینچلی تبدیل کی اور ملک کی برسراقتدار

پارٹی نے جس نے حکومت سنبھالی تھی مقابلہ شروع کر دیا۔ ملک آج سخت دشواریوں سے گزر رہا ہے۔ ملک کا یہ فاسسٹ طبقہ چاہتا ہے کہ ہمیں ہزاروں سال پیچھے لوٹ جانا چاہئے اسی میں ملک کی ترقی ہے۔ ایک دوسرا طبقہ چاہتا ہے کہ ہمیں آگے قدم بڑھا کر ترقی یافتہ ملکوں کی ریس میں دوڑنا چاہئے ہمیں دونوں نظریوں کو جانچنا چاہئے اور ان میں سے جس میں بھی ملک کی بہبودی اور بھلائی پائی جائے اس پر عمل کرنا چاہئے۔ فاسسٹ طبقہ پراچین سنسکرتی کو بنانا چاہتا ہے۔ جہاں ہم ہزاروں سال پیچھے لوٹ جائیں گے۔ فاسسٹ نظریہ رکھنے والے چاہتے تو ہیں پراچین سنسکرتی لیکن پڑھتے ہیں انگریزی اور بولتے ہیں سنسکرت والینز سے ہدایت کی جاتی ہے کہ وہ پردے میں نکرادر قمیص پہن کر آئیں۔ سیاست سے علیحدگی کا اعلان بھی کرتے ہیں مگر چاہتے ہیں کہ ملک کو ہندو اسٹیٹ بنا دیں۔ مقصد ہے ہندو دھرم کی درکشا کرنا مگر نام تجویز کیا ہے راشٹریہ سویم سیوک سنگھ کا۔ اپنوں کا نام لیتے ہیں بڑے ادب کے ساتھ اور دوسروں کو ذلیل سمجھتے ہیں۔ گردھی کو آج کے ہند کا شیواجی سمجھا جاتا ہے۔ سیکیولرزم کو ملک کا دشمن سمجھتے ہیں اور سرمایہ داری قائم رکھنا چاہتے ہیں۔ تنگ دلی کا یہاں تک دعویٰ کہ اب رام جی بھی آ جائے تو وہ بھی اس پر قابو نہیں پا سکتا۔ ماخذ ہو گول والکر صاحب کی دہلی میں ۸ دسمبر ۱۹۴۷ء کی تقریر کے وہ الفاظ بھی ہیں اس دعوے کا اعلان کیا گیا ہے۔ زبان کا یہ حال ہے جو دوسروں کی سمجھ سے بالاتر ہو جو شخص اس جماعت میں شریک نہیں اس کو حق نہیں کہ وہ ہند میں بھی رہ سکے۔ میں جو کچھ کہہ رہا ہوں اس کے یہ معنی نہیں کہ پراچین سنسکرتی کو میں اچھا نہیں سمجھتا۔ ہاں ناقابل عمل ضرور سمجھتا ہوں۔

کناڈا کی پارلیمنٹ میں پنڈت نہرو کی تقریر

اٹاوہ ۲۴ اکتوبر۔ پنڈت نہرو نے کناڈا کی پارلیمنٹ کے دو ایوانوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ ہندوستان کی یہ خواہش نہیں ہے کہ وہ کسی ملک کی قیادت کرے یا اس پر اپنا اقتدار قائم کرے۔

ابتدا میں پنڈت نہرو نے پارلیمنٹ کا شکریہ ادا کیا کہ آج ان کو پارلیمنٹ کے ممبروں سے مخاطب ہونے کا موقع مل رہا ہے۔ آپ نے اپنی اس خوشی کا اظہار کیا کہ وہ اس مملکت کے دار الخلافہ میں آپ موجود ہیں آپ نے ہندوستانی عوام و حکومت کے پیامات خیرسگالی پہنچائے۔

کناڈا کے سابقہ واقعات اور دولت مشترکہ کے تعاون کا جائزہ لیتے ہوئے آپ نے کہا کہ ان ملکوں کا یہ تعاون عالمی امن کی جانب ایک قدم آگے بڑھ رہا ہے اور آج کل کی دنیا مختلف قسم کے نظریات کے باعث مختصر سی ہو گئی ہے اگر ہم ایک دوسرے سے تعاون نہ کریں اور باہمی امن نہ رہیں تو ہم ایک دوسرے کے گلے پر چھری پھیرنے لگیں گے۔ ہم آج کل مشرق و مغرب کی باتیں کرنے لگے ہیں لیکن اس تفریق کی وہ اصلی کوئی حقیقت نہیں ہے گذشتہ دو تین صدیوں میں چند یورپی ممالک نے صنعت اور دولت میں ترقی کرلی جس کی وجہ سے وہ مشرق کے مقابلہ میں تھوڑے بہت مختلف ہو گئے ہیں اور اس دوران میں ان مغربی ممالک نے اپنی دولت اور طاقت میں اضافہ کر لیا اور اپنی سامراجیت سے ایشیا کے اکثر علاقوں پر انہوں نے اپنا قبضہ جمایا لیکن یہ تاریخ میں ایک مختصر باب ہے اور ہم نے سامراج کا خاتمہ اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا۔

پنڈت نہرو نے آگے چل کر کہا کہ گذشتہ چند سال کے دوران میں سامراجیت بستور برقرار تھی لیکن وہ اب مٹتی جا رہی ہے ممکن ہے کہ وہ اب صرف چند گنتی کے ممالک میں باقی رہے لیکن ان ممالک میں بھی وہ بہت جلد ختم ہو جائے گی دنیا کے امن کے لئے انتہائی اچھا ہے۔ ایشیا عالمی تہذیب کی ماں ہے اور اب اس میں نشاۃ ثانیہ کے آثار پیدا ہو چکے ہیں۔ آج کل کے جنوب مشرقی ایشیا میں نظریات کا جو اختلاف ہے وہ ایک زبردست غلطی بن جائے گی۔ اس علاقہ میں اور ایشیا میں جو بے چینی پھیلی ہوئی ہے اس کا سبب محض افلاس اور جذبہ آزادی کو ابھرنے نہ دینا ہے اس کا علاج صرف یہی ہے کہ ضروریات زندگی کی تکمیل کی جائے اور اس جذبہ کو ابھرنے کا موقع دیا جائے۔ اگر یہ چیز حاصل ہو جائے تو ایشیا عالمی امن کے قیام میں ایک بہت بڑا ذریعہ ثابت ہو گا۔ ایشیا میں اس نئے انقلاب کے ابھار کا ایک سبب مغربی ممالک کی نسلی امتیاز بھی ہے۔ اکثر مغربی ممالک نسلی امتیاز کے نظریہ پر کاربند ہیں اور ایشیا کی اہمیت کو تسلیم نہیں کرتے۔

وزیر اعظم ہندوستان نے اپنی تقریر میں آگے چل کر کہا کہ ہندوستان ایشیا اور افریقہ میں نسلی مساوات کا حامی ہے۔ ہندوستان کسی ملک کی قیادت کا یا اس پر اقتدار جمانے کا متمنی نہیں ہے لیکن حالات کے اعتبار سے ہم مجبور ہیں کہ ایشیا میں ہم ایک اہم حصہ لیں کیونکہ ہم یہ محسوس کرتے ہیں کہ تا وقتیکہ ان بنیادی مسائل کا حل دریافت نہ ہو جائے۔ اس وقت تک دنیا میں امن قائم نہیں ہو سکتا۔

پنڈت نہرو نے بتلایا کہ ہم نے سیاسی آزادی حاصل کرلی ہے اور ہمارا فوری اور اہم کام اس وقت یہ ہے کہ ہندوستان عوام کی معاشی حالت کو بہتر بنایا جائے۔ ہم چاہتے ہیں کہ غربت افلاس اور سماجی برائیوں سے جنگ کریں۔ ہم نے عزم کر لیا ہے کہ ہم ان مسائل پر غلبہ پائیں گے۔ ہماری قوت ارادی اور ہمارے قدرتی ذرائع ہماری مدد کریں گے اور اس کے لئے ضروری ہے کہ دوسرے ممالک کا تعاون حاصل کر کے پر امن طریقہ سے ان مسائل کو حل کیا جائے۔

پنڈت نہرو نے کہا کہ ہم جس زمانہ سے گزر رہے ہیں اس کو جوہری بم کا زمانہ کہا جاتا ہے لیکن نئے نئے افکار و خیال سے تعمیری مقاصد کے بجائے ہم تخریبی مقصد کو اہمیت دینے لگے ہیں اس جنگ سے جو تباہی ہو گی وہ ظاہر ہے اس کے باوجود لوگ جنگ کی باتیں کر رہے ہیں لیکن ہم کو یہ یاد رکھنا چاہئے کہ ہم کو انسانیت کو تباہی سے بچانا ہے اور جس گھر میں ہم رہتے ہیں اس کو اور اس کے ساز و سامان کو آگ لگانا مقصود نہیں ہے اسی لئے ہمیں قومی امور میں ہمارے مقاصد بالکل اسی نوعیت کے ہیں اور ان مقاصد کے حصول میں ہم کوئی مصائب یا مشکلات بھی محسوس نہیں کرتے یہاں میں حکومت کناڈا اور اس کے عوام کو یقین دلاتا ہوں کہ ہم ان مقاصد کے حصول میں ہر طرح تعاون کریں گے مشرق و مغرب کے امتیاز سے جو نقوش ہمارے دل و دماغ پر مرتب ہوئے تھے اب وہ مٹتے جا رہے ہیں اس نئے نقطہ نظر میں ہم ایک دوسرے کے برابر کے شریک ہیں بنی نوع انسان کی بھلائی کے لئے تعمیری مقاصد اور تعاون کو کامیابی کسی صورت سے بھی حاصل ہو گی اور انسان کا نیک جذبہ برائیوں پر غلبہ پائے گا۔ (رائٹر)

مجلس استقبالیہ سر ایم۔ وشویشوریا

سر ایم۔ وشویشوریا، صدر آل انڈیا مینوفیکچررس آرگنائزیشن نے

مرکزی کمیٹی کی ایک خصوصی میقات ۱۲ اور ۱۳ نومبر ۱۹۴۹ء کو حیدرآباد میں منعقد کرنے پر رضامندی ظاہر فرمائی ہے۔ ملک کے اس ممتاز انجینئر، مدبر اور صنعت کار کا شایان شان طریقے پر خیر مقدم کرنے اور خصوصی میقات کے انتظامات عمل میں لانے کی غرض سے ایک مجلس استقبالیہ تشکیل دی گئی ہے ۔۔ اکتوبر ۱۹۴۹ء کو نواب زین یار جنگ کے دفتر میں ایک جلسہ منعقد ہوا تھا جس میں طے کیا گیا کہ تمام ممتاز شہریوں کو مجلس استقبالیہ میں شرکت کی دعوت دی جائے۔ مجلس استقبالیہ کی رکنیت کی فیس (۲۰) روپیہ مقرر کی گئی ہے۔ تمام کاروباری اداروں سے خواہش کی جاتی ہے کہ وہ اس سلسلے میں دل کھول کر عطیے دیں۔ مجلس استقبالیہ کی مجلس انتظامی کی جانب سے مرتب

(باقی صفحہ ۵)

سیاسی نمک پارے

از

کثاف

بلا تنقید:-

اہل امریکہ پنڈت نہرو کی جو تعریفیں کر رہے ہیں اس سے کہیں لوگ گمراہ نہ ہو جائیں۔ کسی وقت چیانگ کائی شیک بھی اکابر اربعہ میں سے سمجھے جاتے تھے اور شان کو بین الاقوامی جلسوں اور اجلاس میں مدعو کیا جاتا تھا۔ اب بتلایئے چیانگ کائی شیک کہاں ہیں!

(جے پرکاش نارائن)

مسٹر جے پرکاش نارائن نے مرکزی حکومت سے خواہش کی ہے کہ:-

ہر ادارے کو آزادی دی جائے ورنہ ہندوستان میں نراج پھیل جائے گا جس کو روکنا آخر کار حکومت کے بس میں نہ ہوگا۔

یہی تو حکومت کر رہی ہے چنانچہ آر ایس ایس کو پوری آزادی دے دی گئی ہے۔ اب نراج پھیلنے کا کوئی اندیشہ نہیں۔

ایک سوشلسٹ لیڈر نے:-

اس سوال کا جواب دیتے ہوئے کہ طلبہ کو سیاسیات میں حصہ لینا چاہئے یا نہیں کہا کہ جب ملک میں متعدد سیاسی مباحث رونما ہیں طلبہ سے توقع رکھنا کہ وہ سیاسیات سے الگ رہیں ممکن نہیں۔ طلبہ کو سیاسیات سے الگ رکھنا محال ہے۔

اسی لئے تو ہندوستان کی سیاست بازیچۂ اطفال بن رہی ہے۔

اکالی کانفرنس کو مخاطب کرتے ہوئے ماسٹر تارا سنگھ نے کہا کہ:-

دو سالہ کانگریس راج میں سکھوں کی جو درگت بنی اس کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ وہ کانگریس سے خیرات نہیں مانگتے بلکہ جب دو بھائی ایک جگہ اچھی طرح نہیں رہ سکتے تو بہتر یہی ہے کہ علیحدہ ہو جائیں تاکہ ثقافت مذہب اور روایات محفوظ ہو سکیں۔

ایں رہ کہ تو می روی بہ پاکستان است!

معاصر شعیب تحریر کرتا ہے کہ:-

جمیعۃ العلماء ہند کے ناظم اعلیٰ مولانا حفظ الرحمٰن سیوہاروی ان دنوں حیدرآباد میں تشریف فرما ہیں اور اضلاع کا دورہ کر رہے ہیں تاکہ مسلمانوں کے حقیقی دکھ درد کو معلوم کر سکیں اور اس کا علاج سوچیں۔

مگر ایک سال تک مولانا کہاں تھے؟

بہت دیر کی مہرباں آتے آتے!!

اسی اداریہ میں معاصر موصوف یہ بھی تحریر کرتا ہے کہ:-

ہم نہایت احتیاط کے ساتھ یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ اگر دہلی میں مولانا حفظ الرحمٰن کی ذات گرامی نہ ہوتی تو آج وہاں ایک مسلمان بھی زندہ نہ بچتا۔

مسلمان اب تک اس غلط فہمی میں مبتلا تھے کہ ان کو بچانے کے لئے گاندھی جی نے اپنی جان تک دے دی۔ اب معلوم ہوا کہ مولانا ایک زندہ کرامات ہیں۔

کرنول کی اطلاع ہے کہ:-

ڈاکٹر لطیف نے دیگر دو ہزار مسلمانوں کے ساتھ کانگریس کی ابتدائی رکنیت کے فارم پر دستخط کر کے کانگریس میں شرکت کر لی اور مسلمانوں کو مشورہ دیا کہ وہ کانگریس میں شریک ہو جائیں۔

ڈاکٹر صاحب نے اپنے لئے تو راستہ نکال لیا مگر اپنے رفیق کار مولانا انوار اللہ حسینی افتخاری کو "مجلس مصیبت زدگان" کے حوالہ کر دیا۔

بیچارے افتخاری!!

ایک مراسلہ نگار نے لکھا ہے کہ:-

محمد فاضل صاحب نے جو ادارۂ تصنیف و تالیف کے ناظم ہیں کسی درگاہ کے قضیہ کے سلسلے میں سررشتہ امور مذہبی سے خفا ہو کر اس کی ناانصافی کے خلاف احتجاج کرتے ہوئے مرن برت رکھا ہے جس کو وہ تادم مرگ اجتہادی روزہ سے تعبیر کرتے ہیں۔

روزہ تزکیۂ نفس کے لئے رکھا جاتا ہے یا پیٹ کے لئے؟

ہندوستان کو فنی آدمیوں کی ضرورت ہے۔

(اخباری سرخی)

البتہ منفی کافی موجود ہیں۔

"مسلمان کیا کریں"

اس عنوان کے تحت معاصر شعیب مضامین کا ایک سلسلہ شائع کر رہا ہے۔ ان مضامین میں مسلمانوں کے مستقبل سے متعلق کوئی لائحہ عمل پیش نہیں کیا جا رہا ہے البتہ مسلمانوں کی دل کھول کر مذمت کی جا رہی ہے مسلمان ان مضامین کو پڑھتے ہیں اور سوچتے ہیں "مسلمان کیا کریں؟"

دنیا بدل رہی ہے

از

سید وہاج الدین

کل اتفاقیہ یہ الفاظ مجھے سنائی دئے ہیں۔ حسب دستور اپنے مکان کے دروازہ پر بیٹھا ہوا تھا۔ سامنے ایک نئی عمارت بن رہی تھی۔ مزدوروں نے لکڑی اور بانس کا بڑا اونچا مچان بنایا تھا اور دو تین مزدور بھاری بھاری پتھر سر پر رکھے ہوئے تھے۔ میں انہیں دیکھ رہا تھا اور سوچ رہا تھا ۔۔۔۔ میں سوچ رہا تھا کہ کیا اس مکان، اس مچان، ان مزدوروں کی طرح ہم سب اس سنسار میں اپنی بلندی دوسروں کی بلندی کھ کے بناتے ہیں؟ ۔۔۔۔۔ کیا آتش بازی کی ہوائی کی طرح ہم سب محض اپنے اوپر اڑتے ہیں کہ پیچھے والے ہمیں دیکھ کر خوش ہوں؟ ۔۔۔ اتنے میں میرے کان میں یہ الفاظ پڑے

"دنیا بدل رہی ہے"

میں نے مڑ کر دیکھا، میرا دوست ہاتھ میں ایک اخبار لئے ہوئے کھڑا تھا، آنکھوں میں چمک، ہونٹوں پر وہی پرانی ہنسی جیسی بالک پینے میں ہنستے ہیں ۔۔۔ کہنے لگا "جانتے ہو یہ کیا بن رہا ہے؟ یہاں بے تار کی خبر رسانی کا اسٹیشن ہوگا۔ ولایت کے گانے، امریکہ کی تقریریں یہاں سنائی دیں گی ۔۔۔ دنیا بدل رہی ہے ۔۔۔"

مجھے بے اختیار ہنسی آگئی۔ میں جب کبھی نئیریں صدی "نیا زمانہ" "نئی دنیا" "نئے خیالات" اور اسی سانچے کے ڈھالے ہوئے دوسرے الفاظ سنتا ہوں، تو بے اختیار ہنس دیتا ہوں۔ میں نے جواب دیا "ہاں! پرانی آتما نیا روپ لے رہی ہے۔ پرانے چھلکے پر نیا چھلکا چڑھ رہا ہے، لیکن گودا وہی ہے جو ویدوں کے زمانہ سے چلے تھا" میرے دوست نے اپنی عادت کے موافق بڑے زور سے قہقہہ لگایا، کہنے لگا "تم نے تو دنیا تج دی ہے۔ جگ کے الٹ پھیر تم کیا جانو، کل صبح زبردستی تم کو اپنے ساتھ لے چلوں گا، تب تم کو معلوم ہوگا کہ ہماری دھرتی کروٹ لے رہی ہے یا نہیں" کہا اور ہنستا ہوا چلا گیا۔

میں دور تک اسے دیکھتا رہا، کیسے بانکے اور بھولے لوگ ہیں؟ ایک جیب میں ولایتی سونا ہے۔ دوسرے میں دیسی کسوٹی، اسے اس پر کستے ہیں زرد لکیر دیکھ کر اسے کندن سمجھتے ہیں۔ اصل بدلنا تو کسوٹی کا ہے! اور پھر مکان، مچان اور مزدوروں کی دھن میں لگ گیا۔ یہ دو ہاتھ، دو پاؤں کے پتلے اسی طرح اپنی ذمہ داریوں کا بھاری بوجھ نیچے سے اوپر لے جارہے تھے۔

آج میرا دوست مجھے دن بھر شہر میں ادھر ادھر پھراتا رہا۔ اس نے مجھے نئی نئی عمارتیں دکھائیں پرانے اینٹ پتھر کے نئے استھان! پرانی آتما کے نئے چولے!! "یہ نئی سڑک ہے، اس پر ٹریم چلے گی"۔۔۔ "یہ نیا بنک گھر ہے" "یہ نئی دوکان ہے" "یہ نئے قسم کا مدرسہ ہے" ۔۔۔۔ خدا معلوم کیا کیا بتاتا رہا اور باتیں کرتا رہا، وہ بہت خوش تھا، جیسے لڑکیاں ہنس ہنس کر اپنی سہیلیوں، سکھیوں کو پرانی گڑیوں کے نئے زیور دکھاتی ہیں۔ میں نے کوئی جواب نہیں دیا، آنکھیں نئے نئے روپ دیکھ رہی تھیں۔ کانوں میں اس کی آواز آرہی تھی، لیکن اندر والا گھڑی کی ٹک ٹک کی طرح یہ کہہ رہا تھا "اصلی بدلنا تو کسوٹی کا ہے" جب تھک گیا تو کہنے لگا "اب بھی قائل ہوئے کہ نہیں، اشانتی پور بدل رہا ہے" میں ٹھنڈی سانس بھر کر چپ ہوگیا۔

سامنے ایک حلوائی کی دوکان تھی۔ ترازو لئے بیٹھے ہوئے کچھ تول رہا تھا۔ میں اپنے دوست کا ہاتھ پکڑ کر ادھر ہی لے گیا۔ حلوائی سے کہا: "لالہ دنیا بدل رہی ہے، تم اپنے باٹ بدل دو" ہنسنے لگا، کہا "ہمارے یہاں اسی کا چلن ہے، گاہک نہیں مانتے" ۔۔۔۔ پھر ایک بزاز کے یہاں گئے کپڑا ناپ رہا تھا، میں نے کہا "اپنا گز نہیں بدلتے" اس نے منہ پھیر لیا ۔۔۔۔ راستے میں ایک سپاہی ملا، اس کے ساتھ ایک بھلا مانس تھا، ہاتھ میں ہتھکڑی آنکھ میں شرافت، میں نے کہا "جمعدار صاحب! اسے کیوں پکڑا ہے؟" کہنے لگا "اس نے اپنے بھوکے بچوں کے لئے آٹا چرایا ہے" میں نے کہا "کیوں صاحب! چوری کا معیار ابھی نہیں بدلا" وہ مجھے بہت بری نظروں سے گھورتا ہوا چلا گیا۔

تھوڑی دور چل کر ایک مکان میں ہم پہنچے ایک لکڑی کے تختے پر بڑے موٹے حرفوں میں لکھا ہوا تھا: "سیٹھ اشرفی لال کا پن خانہ" ہزاروں پاپی اور ننگے جمع تھے، زبردستی کے اپاہج! کام کے تھکے! میں نے دارو غہ سے پوچھا "بھائی انھیں خیرات کیوں دیتے ہو؟" کہنے لگا "نیک کام ہے، سیٹھ کی دیا معلوم ہوتی ہے، فیاضی ہے" نیک کام، دیا!! فیاضی!!! سب ہی پرانے سانچے! کیا واقعی دنیا بدل رہی ہے؟

پرانے باٹ، پرانا گز، پرانا قانون بھیا! پرانا اخلاقی معیار، دنیا میں ہر طرف وہی پرانی کسوٹی اور اندر سے آتما کی وہی پرانی گھڑی کی سی ٹک ٹک "اصلی بدلنا تو کسوٹی کا ہے" میں نے اپنے دوست کی طرف غور سے دیکھا، اس نے آہستہ سے کہا "معلوم ہوگیا اب لوٹ چلو"۔

دھرتی آئے دن نیا سونا اگلتی ہے۔ سنسار اپنا روپ بہت نیا بدلتا ہے، پرانے باٹ گھس گئے، پرانے گز چھوٹے ہوگئے۔ بہت سے پرانے جرم نیکی ہوگئے، پرانی نیکیاں بدیاں ہیں، پرانی بدیاں نئے سانچوں میں ڈھلیں، پھر دنیا انھیں کیوں نہیں بدلتی؟ بالکوں کی طرح ٹوٹے ہوئے کھلونوں کو کلیجے سے کیوں لگائے ہوئے ہے؟ ست جگ کے ست کو کلجگ میں بھی ست کیوں جانتی ہے؟ ایک پن خانہ بنا کر دھن کی بنیاد کیوں رکھتی ہے؟ آج سانپ کی رکشا کر کے کل نیولا کیوں پالتی ہے؟ ۔۔۔۔ نئے کندن کے لئے نئی کسوٹی کیوں نہیں ڈھونڈھتی، وہی حلوائی کی بات ہے۔

"گاہک نہیں مانتے"

اب میرا دوست دھرتی کی کروٹ کا قائل نہیں رہا۔ میں اس سے کبھی کبھی ہنسی سے پوچھتا ہوں دنیا کب بدلیگی؟ اس سوال کو سن کر اس کی حالت بدل جاتی ہے۔ آنکھیں پھیل کر ایسی ہو جاتی ہیں جیسے کوئی شام کے دھندلکے میں دور کی چیز دیکھ رہا ہو۔ وہ بہت دھیمی آواز سے جواب دیتا ہے "جب گاہک مانیں گے"۔

مجلس استقبالیہ سراکم ویسویسوریا۔ (بقیہ صفحہ ۳)

خواہش کرتے ہیں کہ آپ مجلس استقبالیہ میں شرکت فرماکر اپنے قیمتی تعاون سے مستفید فرمائیں۔ تمام عطیے یا رکنیت کی فیس مسٹر ہاشم مہدی (حیدرآباد اسٹیٹ بنک حیدرآباد) کے پاس جو مجلس استقبالیہ کے خازن مقرر ہوئے ہیں راست روانہ کی جائے جس کے لئے جناب کا قبل از قبل شکریہ ادا کیا جاتا ہے۔ مخلص زین یار جنگ صدر، [illegible] [illegible] بگرامی عزیز احمد ایم بی قریشی [illegible]

بین الاقوامی صورت حال

از

گارڈن واٹر فیلڈ

اقوام متحدہ کی جنرل میں بڑی طاقتیں اپنی اپنی پالیسی کے متعلق تقاریر کر چکی ہیں اب ہمیں ان تقریروں سے اندازہ لگانا ہے کہ کیا بڑی طاقتیں اہم سوالات پر ایک دوسرے کے ساتھ متفق ہو سکیں گی جنرل اسمبلی کا گذشتہ اجلاس جو پیرس میں ہوا تھا وہ بالکل بیکار اور غیر موثر ثابت ہوا تھا۔ اب سوال ہے کہ دنیا میں جو واقعات حال ہی میں رونما ہوئے ہیں ان کی روشنی میں کیا یہ اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ اسمبلی کا موجودہ اجلاس کامیاب رہے گا۔

سب سے پہلا اہم واقعہ تو یہ ہے کہ اٹلانٹک معاہدہ پر دستخط ہو گئے ہیں اور اس معاہدہ کا اثر دن بدن بڑھ رہا ہے اقوام متحدہ کے ممبر اب تک اس بات پر متفق نہیں ہو سکے ہیں کہ اکثریت کے فیصلوں کو عملی جامہ پہنانے کے لئے بین الاقوامی فوج بنائی جائے اس لئے یہ قدرتی امر تھا کہ موجودہ غیر یقینی حالات میں دفاع کے لئے علاقائی تنظیم کی جائے۔

دوسرے اسٹراس برگ کے مقام پر کونسل آف یورپ کے اجلاس نے ظاہر کر دیا ہے کہ مغربی ممالک میں اتحاد کا جذبہ دن بدن بڑھ رہا ہے میں اس اتحاد کو روس کے اٹیم بم سے زیادہ اہمیت دیتا ہوں کیونکہ یہ تو معلوم ہی تھا کہ ایک دن روس اٹیم بم کا راز پا لے گا لیکن اس بات کا یقین نہیں ہوتا تھا کہ مغربی طاقتیں موثر طریقہ سے متحد ہو جائیں گے۔

تیسرا اہم واقعہ یہ ہے کہ یوگوسلاویہ نے اب اس بات پر زور دینا بند کر دیا ہے کہ اس کا مشرقی یورپی ممالک کے ساتھ گھریلو جھگڑا ہے اور وہ کومن فارم ممالک تک محدود ہے لیکن اب اقوام متحدہ کی اسمبلی کے جلسہ میں یوگوسلاوی وزیر خارجہ نے یہ بات اپنی تقریر میں بالکل واضح کر دی ہے کہ یوگوسلاویہ سوویٹ روس کے خلاف دوسری طاقتوں کو صف میں کھڑا ہونے کے لئے بالکل تیار ہے۔

سوویٹ روس نے بار بار مغربی طاقتوں پر حملے کئے ہیں اور کہا ہے کہ وہ دوسرے ممالک کے اندرونی معاملات میں دخل دے رہی ہیں۔

ایک بار پھر موسیو ویشنسکی نے یو۔ این اسمبلی کے جلسہ میں ابھی حال ہی کی تقریر میں اپنے آپ کو قومی اقتدار اعلیٰ کا محافظ ظاہر کیا ہے اور کہا ہے کہ کوئی با اقتدار اور آزاد قوم بین الاقوامی کنٹرول کے متعلق اٹیمی توانائی کمیشن کے پلان کو تسلیم نہیں کرے گی۔ تین دنوں کے بعد یوگوسلاوی وزیر خارجہ نے اس کا جواب یوں دیا کہ کوئی قوم کسی دوسری قوم پر یہ الزام نہیں لگا سکتی کہ وہ دوسروں کے اندرونی معاملات میں دخل دے رہی ہے جبکہ وہ خود ایسی پالیسی پر عمل کر رہی ہو روسی حکومت خود یوگوسلاویہ جیسے آزاد ملک کے اندرونی معاملات میں دخل انداز ہو رہی ہے۔

برطانوی وزیر خارجہ مسٹر بیون نے اپنی تقریر میں مشرقی یورپ کی طرف اشارہ کیا انھوں نے بتایا کہ روسی سامراج کی وجہ سے مشرقی یورپ کے ممالک اپنی آزادی سے ہاتھ دھو لیتے ہیں۔

آزادی اور اقتدار اعلیٰ کے سوال پر کناڈا کے وزیر خارجہ مسٹر پیئرسن نے کہا پرانا سامراج اب بڑی تیزی کے ساتھ ختم ہو رہا ہے اصل خطرہ تو اب ایک نئے سامراج سے ہے "جنگ کے بعد کے عرصہ میں سوویٹ روس نے ۰۰۰,۱۷۹ مربع میل علاقہ اپنے قبضہ میں کر لیا ہے اور گزشتہ دس سالوں میں دو کروڑ پندرہ لاکھ انسانوں کو اپنا غلام بنا لیا ہے۔ مشرقی یورپ کے ممالک میں جو مقدمے چلتے رہے ہیں ان سے ظاہر ہے کہ بیرونی دخل اندازی کا مقابلہ کرنے کے لئے قومیت کا جذبہ آج بھی زندہ ہے یوگوسلاویہ کی مثال سے بھی یہ چیز بالکل ظاہر ہے کہ مشرقی یورپ کی اقوام روس کی محکومیت کو تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں اس میں شک کی کوئی گنجائش نہیں ہے کہ یوگوسلاویہ نے جو آواز اسمبلی کے جلسہ میں اٹھائی ہے وہ دنیا کی رائے کو ضرور متاثر کرے گی۔

اگر سیکورٹی کونسل میں یوکرین کی جگہ یوگوسلاویہ کو نشست مل گئی تو رائے شماری میں فرق پڑ جائے گا اس کے مقابلہ میں چین کا مسئلہ بھی ہے چینی نمائندوں نے اپنے مقدمہ کی بنیاد ۱۹۴۵ء کے روس اور چین کے معاہدہ دوستی پر رکھی ہے اور کہا ہے کہ روس اس معاہدہ کو منسوخ کئے بغیر چین کی کمیونسٹ حکومت کو تسلیم نہیں کر سکتا اور چینی کمیونسٹ فوجیں چین میں اور آگے بڑھ رہی ہیں ہو سکتا ہے کہ موجودہ جلسہ میں روس اقوام متحدہ میں چین کی نمائندگی کا سوال اٹھائے۔

اقوام متحدہ کے باہر آسٹریا کے متعلق سمجھوتہ کے لئے بات چیت ہو رہی ہے ہو سکتا ہے کہ اب جبکہ روس یوگوسلاوی مطالبات کی حمایت نہیں کر رہا ہے کوئی سمجھوتہ ہو جائے۔

مسٹر بیون نے اپنی تقریر میں یہ خیال ظاہر کیا ہے کہ اطالوی نوآبادیات کا مسئلہ جلد حل ہو جائے گا انھوں نے ایک نئی تجویز پیش کی ہے کہ لیبیا تین چار سالوں میں آزاد کر دیا جائے۔

یونان کی صورت حال شائد اب بہتر ہو جائے کیونکہ اب یوگوسلاویہ نے کمیونسٹ باغیوں کو مدد دینا بند کر دیا ہے اگر روس نے یونان سے دلچسپی ختم کر دی ہے تو البانیہ کو اپنے پڑوسیوں یونان اور یوگوسلاویہ سے سمجھوتہ کرنا پڑے گا کیونکہ اس کی اپنی پوزیشن بہت غیر محفوظ ہے اور وہ روسی بلاک سے بالکل کٹ چکا ہے۔

لوگوں کے دلوں میں سب سے بڑا سوال یہ ہے کہ کیا روس اٹیم بم کا راز جاننے کے بعد زیادہ اشتراک عمل سے کام کرے گا یا اس کا رویہ بھی بگڑ جائے گا اب تک اس سوال کے متعلق کوئی صاف جواب نہیں ملا ہے۔

بعض ایسے لوگ بھی ہیں جو کہتے ہیں کہ جب سے امریکہ نے اپنا پہلا بم جاپان پر گرایا ہے روس احساس کمتری کا شکار رہا ہے کافی عرصہ تک روسی اخبارات امریکہ میں اٹیم بم کی ترقی کے حالات شائع کرتے رہے ہیں اور وہ روس پر اٹیم بم کے گرانے کے بیہودہ منصوبوں کو زیر بحث لاتے رہے ہیں ایسے لوگوں کا اب خیال ہے کہ روس شائد اب عالمی مسائل کے حل کرنے اور اٹیمی توانائی کنٹرول کے متعلق بہتر رویہ اختیار کرے گا۔

لیکن جب تک ہم یہ نہیں دیکھ لیتے کہ اقوام متحدہ میں مباحثے کیا رخ اختیار کرتے ہیں کسی ٹھوس کامیابی کی زیادہ امید رکھنا ٹھیک نہیں۔

کانگریس نئے روپ میں

(بقیہ سلسلہ صفحہ اول)

کانگریس کی از سر نو تنظیم کے تذکرے ہوتے رہے ہیں۔ کانگریسی حکومتوں نے زیادہ سے زیادہ اختیارات حاصل کرنے کے لئے ہر صوبہ میں جو قوانین نافذ ہوئے ہیں ان میں سیاسی اقتدار کو ایک جگہ مرکوز کرنے کا رجحان پایا جاتا ہے چنانچہ یہی رجحان مجلس دستور ساز میں بھی نظر آتا ہے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ اقتدار کو اس طرح مرکوز کرنے سے اس قسم کا نظم پیدا ہو سکے گا جو کانگریس پیدا کرنا چاہتی ہے۔ اس مقصد میں کامیابی کے لئے اس کی ضرورت ہے کہ کانگریس میں ایسے لوگ بھرتی ہوں جو نشین کی طرح ڈسپلن کے پابند ہوں۔ اور اس طریقہ سے شاید کانگریس کمیونزم کا مقابلہ کرنا چاہتی ہے۔ کانگریس کی یہ کوشش کہ اپنے آپ کو برسر اقتدار کرے اور ایسی روش اختیار کرے جو تنگ نظری پر مبنی ہوں ملک کو فاسسٹیت کی طرف لے جائے گی اور کانگریس کا یہ دعویٰ کہ وہ غیر مذہبی مملکت قائم کرنا چاہتی ہے بے معنی ہو کر رہ جائے گا۔ حزب اختلاف کو ایک عرصہ تک روکا جا سکتا ہے لیکن اس کا نتیجہ انتشار کے سوا اور کیا ہوگا۔ (ریڈیکل ہیومینسٹ)

ملازمین جاگیرات

حیدرآباد کا سرکاری سال سنہ فصلی ختم ہو رہا ہے اور اب نیا سال شروع ہو رہا ہے ہماری تمنا ہے کہ یہ سال معاشی اور سیاسی اعتبار سے اہل ملک کے لئے مفید ثابت ہو اور اہل ملک خوش و خرم اپنی زندگی بسر کریں مگر کوئی آنے والا نیا سال گذشتہ سال سے الگ نہیں کیا جا سکتا۔ گذشتہ سال ہر طرح گذر چکا ہے۔ وہ اپنی بہت سی یادگاریں چھوڑے گا جن کا اثر نئے سال پر لازماً پڑے گا ہماری ہزار تمنائیں ہوں کہ ہم اپنا آنے والا یہ سال بالکل نئے سرے سے اور نئے ڈھنگ پر شروع کریں اور اپنی زندگی کو بنائیں۔ لیکن ہم ماضی کے اثرات سے بری نہیں ہو سکتے گذشتہ سال حیدرآباد کی جاگیرات کے انتظام سے ختم ہوا جاگیرات کی رعایا آج قابل مبارکباد ہے۔ مگر ایک بہت بڑا سوال جاگیرات کے ملازمین کے روزگار کا ہے۔ جب ہمارا خیال اس طرف جاتا ہے کہ اس آنے والے سال میں جاگیری ملازمین کا کیا حشر ہوگا تو ہماری سمجھ میں کچھ نہیں آتا جاگیرات کی تنسیخ سے زیادہ فائدہ اٹھانے والے صرف جاگیردار یا حصہ دارانِ جاگیر ہی نہ تھے بلکہ وہ ہزار ہا چھوٹے اور بڑے ملازمین بھی ہیں جو جاگیرات کے مامور کردہ ہیں۔ جاگیرات کا انتظام ایک وقت کا تقاضہ ہے یہ ایک بہت بڑی اصلاح ہے بلکہ ایک بڑا انقلاب ——— کسی انقلاب کا یہی مطلب یہ ہوتا ہے کہ جو لوگ مصیبت زدہ اور پست کردہ ہیں وہ راحت کی زندگی بسر کریں اور بلندی کے معیاروں پر پہونچیں لیکن ہر انقلاب اپنے ساتھ کچھ نئے مسائل بھی لے کر آتا ہے اور اب یہ انقلاب بھی اسی قسم کا ہے جاگیرات کے انتظام سے ہزار ہا ملازمین جاگیرات کے بے روزگار بن جانے کا بڑا اندیشہ پایا جاتا ہے۔ بے روزگاروں کو روزگار فراہم کرنے کا بڑا سوال درپیش ہے لیکن جو برسر روزگار ہیں ان کے بے روزگار بن جانے کا مسئلہ پیش نہیں ہونا چاہئے جو ملازمین اپنی مدت ملازمت ختم کر چکے ہیں ان کے ہٹ جانے کا چنداں افسوس نہیں لیکن جن کی مدت ملازمت ابھی بہت کافی ہے اور جو اپنی عمر کا صرف تھوڑا حصہ ختم کر چکے ہیں ان کی فکر ضرور کرنی پڑے گی۔ ممکن ہے کہ یہ تمام ملازمین یا ان میں سے اکثر حکومت کے مقرر کردہ معیار ملازمت پر نہ اترتے ہوں لیکن جب انھوں نے ملازمت شروع کی تھی اور جن لوگوں نے ان کو اپنا ملازم مقرر کیا تھا اس وقت اور ان لوگوں کے پاس ملازمت کے موجودہ معیار کا کوئی خیال بھی نہیں گذر سکتا تھا۔ اور اب اکثر صورتوں میں یہ ممکن بھی نہیں کہ یہ تمام ملازمین امتحانات کے مقررہ معیاروں پر اتریں۔ بہر حال یہ تمام امور قابل لحاظ ہیں ہم ایک عبوری دور سے گذر رہے ہیں اور عبوری دور میں کچھ رعایت بھی لازمی ہوتی ہے

عام طور پر ملک کا متوسط طبقہ اس وقت کیسی مصیبت کی زندگی گذار رہا ہے وہ محتاج اظہار نہیں ہے خود جاگیرداروں میں ایسے کئی لوگ ہیں جو آپ کے معاشی حالات کے اعتبار سے متوسط طبقہ کی تعریف میں آتے ہیں مگر جاگیردار عام طور پر سرمایہ دار نہیں ہیں جو ایک روپیہ کے دو روپے بنانے کی حیثیت رکھتے ہوں بلکہ وہ قرضہ لے کر بھی اپنا شان قائم رکھتے رہے ہیں

ضرورت کے مطابق بلکہ بیشتر صورتوں میں ضرورت سے زائد ملازمین کو رکھنا بھی شان میں داخل سمجھا گیا ان کی یہی شان تھی کہ ہر جاگیردار نے متعدد چپراسیوں کو مامور کر دیا آج ان تمام چپراسیوں کا کیا حشر ہوگا جن کی تنخواہ دو روپیہ ماہوار سے زیادہ نہ ہوتی تھی جب ایسے تمام لوگ الگ کئے جائیں گے تو ان کے بے روزگاری کا ایک بڑا مسئلہ پیدا ہوگا اور بے روزگاری ہر قسم کی بدامنی کا موجب بنتی ہے ان تمام امور کے مدنظر ہم محسوس کرتے ہیں کہ ملازمین جاگیرات کے متعلق سے حکومت کی قدم آہستہ چلو کی پالیسی پر عمل پیرا ہونا بہت زیادہ مناسب ہوگا۔ (رعیت)

روس ایشیا میں ہوائی اڈے قائم کر رہا ہے

لندن ۲۶ اکتوبر۔ برطانوی حلقوں کا بیان ہے کہ جنوب کی طرف چینی کمیونسٹوں کے اقدام کی وجہ سے روس کو جنوبی ایشیا میں ہوائی اڈے قائم کرنے کا موقع مل رہا ہے۔

جہاں سے ہوائی حملہ کرنے میں بڑی سہولت ہو سکتی ہے۔ ان حلقوں کا بیان ہے کہ روس نے اس وقت تک ایشیا میں ۱۷ ہوائی اڈے قائم کئے ہیں جس پر روس کی بالکلیہ نگرانی ہے۔ تازکستان اور سنکیانگ کے صوبے کم از کم پانچ ہوائی اڈوں سے پاکستان اور ہندوستان پر بشمول نئی دہلی حملہ ہو سکتا ہے جو صرف ۶۰۰ میل دور ہیں۔

کہا جاتا ہے کہ صوبہ کانسو میں لانچو کے مقام پر امریکہ نے دوسری جنگ عظیم کے سلسلے میں جو ہوائی اڈہ بنایا تھا اس پر روسی قبضہ کر چکے ہیں اور اس کو اپنے اغراض کے لئے استعمال کر رہے ہیں۔

ان حلقوں کا بیان ہے کہ ماہ ستمبر میں جب لانچو پر چینی کمیونسٹوں کا قبضہ ہو گیا تھا روسی طیارے وہاں پہونچ گئے۔ اسی طرح وہ کیونگ پر بھی پہونچ جائیں گے۔ جس پر کمیونسٹوں کے قبضہ کی بہت جلد توقع ہے۔

ان حلقوں کا بیان ہے کہ روس نے صوبہ سنکیانگ میں تین ہوائی اڈے قائم کر رہے ہیں جن کے ذریعہ سے وہ ان میں اشتالن آباد سے منچوریا کی سرحد خاباروسک اور سلانچو و پیکنگ تک روس کے ہوائی راستوں کا جال بچھا رہا ہے۔

ان حلقوں نے بیان کیا کہ سرکاری طور پر روسی ہوائی اڈے فوجی اڈے نہیں ہیں بلکہ ہوائی راستے فوجی نوعیت کے اعتبار سے اہمیت رکھتے ہیں۔ کینٹن پر اگر چینی کمیونسٹ قبضہ کر لیں تو ہند چینی برما، مشرقی پاکستان کلکتہ اور ہانگ کانگ پر آسانی سے موثر طریقہ پر روسی بم پھینک سکتا ہے۔

ان حلقوں کا بیان ہے کہ وسط ایشیا میں روس نے آبپاشی کی ایک جال بچھا رکھا ہے۔ حال ہی میں یہ اطلاع ملی ہے کہ کمیونسٹ چین کے صدر مقام پیکنگ سے ماسکو تک ریلیں ڈالی جائیں گی۔ اس لائین کو "سرخ راستہ" کہا جاتا ہے۔ اس طرح اس ریلوے لائین کی وجہ سے روس کے سیاسی، معاشی اور فوجی اغراض کی بڑی حد تک تکمیل ہو جائے گی اس کام کی تکمیل روسی انجینیر کریں گے۔ (پی۔ پ۔ امریکہ)

اشتہار

حاضری مرتبہ عدالت ضلع عثمان آباد مورخہ ۲۲ آذر ۱۳۵۹ف نشان ۲۰ ۱۳۵۹ف مقدمہ درخواست عطائے صداقت نامہ وراثت محمد محمود وغیرہ سکنہ پرینڈہ۔

ہرگاہ مقدمہ مصدرہ میں اطلاع دیجاتی ہے کہ منجانب محمد محمود وغیرہ نابالغان درخواست عطائے صداقت نامہ وراثت بابتہ پاس بک ع۶۳ وکھاتہ ۳۱۲۰ رقمی ۱۵ تپہ خانہ پرینڈہ کی پیش ہوئی ہے۔ لہٰذا بذریعہ اشتہار ہذا مشتہر کیا جاتا ہے کہ جس کسی کو عطائے صداقت نامہ کے خلاف عذر یا حجت ہو تو بتاریخ ۱۳۵۹ف حاضر ہوکر پیش کریں۔ بصورت غیر حاضری صداقت نامہ عطا کیا جائیگا۔ آج بتاریخ ۲۲ آذر ۱۳۵۹ف ثبت دستخط اور مہر عدالت جاری کیا گیا۔ (منتظم عدالت)

اعلان

نشان (۱) مورخہ ۱۹ آذر ۱۳۵۹ف بموجب اعلان محکمہ ہذا نشان (۶۵) مورخہ ۳۰ آبان ۱۳۵۹ف بجز ایسے حکم یا تحریری اجازت نامہ کے تحت جو حیدرآباد و سکندرآباد میں ناظم راتب بندی اور اضلاع میں سیول آفیسر جاری کریں کوئی شخص مجاز نہ ہوگا کہ کسی ایک دن ایک یا زیادہ دعوت یا ضیافت جس میں پچیس یا اس سے زائد اشخاص کو کوئی اجناس خوردنی اشیاء خوردنی۔ دودھ یا کوئی مشروب بجز آب خالص ... چاء یا کافی کے جس میں دودھ استعمال کیا گیا ہو کھلانے پلانے تقسیم یا فراہم کرے۔

عوام سے امید کیجاتی ہے کہ محکمہ راتب بندی سے تعاون کرتے ہوئے دیوالی اور عرس شریف کے موقع پر اعلان مذکور الصدر کی پابندی کا خاص لحاظ رکھا جائیگا اور مجالس عرس شریف وغیرہ میں ایسی تقسیم نہ کیجائیگی جس سے اعلان کی خلاف ورزی کا امکان ہو۔ فقط۔ ناظم راتب بندی۔

اعلان

نشان ۱۰ ۲۲ آذر ۱۳۵۹ف ذریعہ ہذا صاحبان عالی راتب بندی کو مطلع کیا جاتا ہے کہ بقایا تنخواہ و مصارف سینن مانیہ کی منظوری محکمہ فینانس سے حاصل کی جاچکی ہے اس لئے انہیں چاہئیے کہ ختم آذر ۱۳۵۹ف تک اپنا بقایا بعد تصدیق دفتر ہذا اگزامنری سے حاصل کریں ورنہ بعد ختم مدت یہ رقم بازگشت کی جائیگی اور کوئی اعتراض قابل سماعت نہ ہوگا۔ فقط۔

ناظم راتب بندی

راتب بندی کی دوکانوں پر شکر کی فروخت

راتب بندی کی تمام دوکانوں پر راتب کارڈ رکھنے والوں کو ہر راتب کارڈ پر ہر ہفتہ ڈیڑھ پاؤ (آدھ سیر) کے حساب سے شکر مہیا کی جارہی ہے شکر کی قیمت فی سیر ایک روپیہ ایک آنہ چھ پائی مقرر کی گئی ہے۔ سمجھا جاتا ہے کہ ناظم صاحب راتب بندی درخواست گذاروں کو وقت واحد میں دو ہفتوں کی مقررہ مقدار سے زائد شکر حاصل کرنے کی بھی اجازت دے سکتے ہیں بشرطیکہ حالات کے لحاظ سے وہ اس رعایت کے مستحق ہوں۔

چاول کی گرنیوں سے متعلق عہدہ داروں کو جدید اختیارات

حکم حصول اجازت نامہ برائے چاول کی گرنیوں میں دو ذیلی فقروں کا اضافہ کیا گیا ہے۔ اس ترمیم کی رو سے اجازت نامہ تاریخ اجرائی سے ایک سال تک نافذ العمل رہیگا۔ اس مدت کے ختم ہونے کے ایک مہینہ پہلے ہی اجازت نامہ کی تجدید کرلینی ہوگی۔

دوسرے یہ کہ ناظم صاحب اغذیہ اور سیول اڈمنسٹریٹر صاحبان کو اختیار حاصل ہے کہ وہ کوئی اطلاع دیئے بغیر اور کوئی وجہ ظاہر کئے بغیر اجازت نامہ جاری کرنے یا تجدید کرنے سے انکار کریں۔

جامعہ شکاگو میں پنڈت نہرو کی تقریر

شکاگو ۱۸ اکٹوبر۔ پنڈت جواہر لال نہرو نے بیان کیا میں جوہری بم سے بے حد خوف زدہ نہیں ہوں "جامعہ شکاگو" کا معائنہ کرتے ہوئے پنڈت نہرو نے جوہر کو توڑنے والا اسائیکلوٹرون دیکھا اور بعد میں ایک تقریر میں کہا کہ اگر دنیا گاندھی جی کا خیال کرے اور خوف کو نکال پھینکے تو آئندہ چند سالوں میں جوہری بم کے استعمال کا زیادہ امکان نہیں ہے۔ زبردست مصروفیتوں کے بعد پنڈت نہرو اپنے دورہ شکاگو کو ختم کرکے نظام نامہ کے مطابق موٹر میں شکاگو سے ۵۰ میل مغرب میں کھیتوں کو گئے جہاں انھوں نے مخصوص امریکی ظہرانہ کھایا۔ اس کے بعد ۴۵ منٹ تک عجائب خانہ سائنس وصنعت کا معائنہ کیا پھر جامعہ شکاگو کے راک فیلر میموریل چاپل میں دو ہزار حاضرین کے سامنے ایک گھنٹہ تک تقریر کی تقریر کے بعد ہندوستانیوں اور ہندوستانی طالب علموں نے انٹرنیشنل ہاؤز میں ان کا استقبال کیا۔ مسٹر جوزف ای ریڈ پبلشر کے پاس خانگی عشائیہ میں بحیثیت مہمان شریک ہوتے ہوئے جامعہ شکاگو کے طلبہ کو ایک گھنٹہ تک مخاطب کرتے ہوئے پنڈت نہرو نے "ہندوستانی سیاست میں گاندھی جی کے کارنامے" کا ذکر کیا انھوں نے بیان کیا کہ کس طرح گاندھی جی نے ہندوستانی سیاست کو بدل دیا جب کہ ہندوستانی نوجوان غیر ملکی اقتدار کے خلاف بم اور پستول سے لڑنے کے لئے تیار ہورہا تھا گاندھی جی نے بغیر دوسرے مسائل کو پیدا کئے مسائل کو حل کرنا

۴۴ سکھایا انھوں نے کہا کہ گاندھی جی کا طریقہ کار ہندوستان میں ایسے نرالے طریقہ پر کام کیا ہوا ہے کہ جس کی وجہ سے جھگڑے میں الجھے ہوئے دونوں فریق اپنے اپنے فائدہ کے لئے آخری نتائج متعین کرسکتے ہیں۔

انھوں نے کہا کہ اگرچہ کہ گاندھی جی مرگئے لیکن گاندھی جی کا دور بعض صورتوں میں جاری ہے ہم سیاسی آزادی کے لئے لڑرہے تھے لیکن ہم سیاسی آزادی کو معاشی اور معاشرتی آزادی کی شاہراہ سمجھتے ہیں پہلا مسئلہ جو ہم نے حل کیا وہ اراضیات کا تھا اور اب ہم نے کاشتکاروں کو ..... جابرانہ جاگیرداری اور زمینداری حق ملکیت سے بعض صوبہ جات میں نجات دلادی ہے۔ فقط